قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۸۲ | ۲ر شوال سنہ ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۸ر جنوری سنہ ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بحمد اللہ اب اچھی ہیں۔

۵ر جنوری رمضان میں درس القرآن کا اختتام ہوا۔ اور حسب معمول بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آخری دو سورتوں کا درس دیا۔ بعد ازاں ان تمام اصحاب کے نام سُنائے جنہوں نے بذریعہ تار حضور کی خدمت میں درخواست دُعا کی تھی۔ پھر مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کے بہت بڑے مجمع سمیت حضور نے لمبی دُعا فرمائی۔

ہلال عید ۶ر جنوری کی شام کو نظر آیا۔ اور ۷ر جنوری عید الفطر ہوئی۔ ۹ بجے قادیان اور گرد و نواح کے احمدی اصحاب بہت بڑی تعداد میں عید گاہ میں اکٹھے ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھائی۔ پھر فلسفہ عید پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ دُعا کی۔ اور پھر تمام اصحاب کو شرف مصافحہ بخشا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہترین دُعا

(فرمودہ ۸ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء)

"دُعا کرنے والے کو ضروری ہوتا ہے۔ کہ پہلے اپنے مالک کی تعریف و توصیف کرے۔ یہ ضروری ہے۔ اگر کوئی ایک طرف حاکم سے مانگے۔ اور دُوسری طرف گالی دے۔ تو اُسے خاک ملے گا اُلٹا سزا پائے گا۔ اسی لئے سورۃ فاتحہ میں پہلے الحمد للہ کہا گیا ہے۔ پھر بتایا ہے۔ کہ وُہ رب العالمین ہے۔ الرحمٰن ہے۔ یعنے بغیر اعمال کے رحمت کرتا ہے۔ پھر وُہ الرحیم ہے یعنے اس کی رحمت ایسی ہے۔ کہ کوشش پر بھی ثمرات مرتب کرتا ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ جزا و سزا اس کے ہاتھ میں ہے ان تعریفوں سے لازم آیا۔ کہ بڑا خدا جو رب۔ رحمٰن۔ رحیم ہے وُہ حاضر ناظر ہے۔ اس لئے اب دُعا کے وقت یہ کہا۔ ایاک نعبد وایاک نستعین پھر اھدنا الصراط المستقیم کی دُعا مانگے۔ سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی جن پر تیرے انعام و اکرام ہوئے گویا جو تیری مقبول راہ ہے۔ اور جس پر چل کر تیرے تلطف کو یقین ہے۔ ان لوگوں کی نہیں۔ جن پر کوئی فیض اور فضل مرتب نہیں ہوتا بلکہ مغضوب بنا دیتی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کی دُعا دین اور دُنیا کی ساری حاجتوں پر حاوی ہے۔ کیونکہ کسی امر میں جب تک صراطِ مستقیم نہ ملے۔ کچھ نہیں بنتا۔ طبیب کو زراعت کرنے والے کو غرض ہر انسان کو ہر کام میں صراطِ مستقیم کی ضرورت ہے۔" (الحکم ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء)

مقامی پولیس احراریوں کی مدد پر

ہمارا یہ خیال کہ قادیان میں احراریوں کی فتنہ انگیزی بعض سرکاری حکام کی شہ کا نتیجہ ہے۔ روز بروز واضح۔ اور مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ اور مقامی پولیس کی طرف سے جو حرکت کی جاتی ہے۔ وہ اس بات کو بالکل پایۂ ثبوت تک پہونچا دیتی ہے۔ کہ وہ یہاں اپنے قیام کا باعث احرار کی امداد کرنا اور ان کے مشن کو تقویت پہنچانا سمجھتی ہے۔ اس کا کام انصاف کرنا یا امن و قانون کو قائم رکھنا نہیں۔ بلکہ احرار کی طرف سے ہو کر ان سے اختلاف رکھنے والوں کی طاقت و قوت کو کمزور کرنا۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ احرار کے لئے سہولتیں بہم پہونچانا ہے۔ اس کے ثبوت میں ایک تازہ واقعہ سُنیئے قادیان کے غیر احمدیوں کی ایک معقول تعداد احرار کی فتنہ انگیزی سے سخت نالاں اور انہیں اپنے مفاد کے لئے سخت نقصان رساں سمجھتی ہے۔ اور اس لئے ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتی تھی کہ یہ لوگ اپنی نمازیں وغیرہ بھی ان سے علیحدہ پڑھتے ہیں۔ ۴۔جنوری ۳۵ء بروز جمعۃ الوداع ان بیچاروں نے اپنی ایک مسجد میں جو خوجوں والی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ نماز جمعہ پڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن مقامی پولیس کے دو سپاہی اس مسجد کے دروازے پر متعین تھے جو مسجد میں داخل ہونے کی کوشش کرنے والے ہر شخص کو ہاتھ سے روکتے تھے۔ حالانکہ انہیں کسی کو ہاتھ سے بلکہ کسی طرح بھی روکنے کا حق نہ تھا۔ بالآخر انچارج مقامی پولیس کو اطلاع ہوئی۔ تو وہ بھی تشریف لائے۔ اور مسجد میں جانے والوں سے کہنے لگے۔ کہ اس طرح احرار سے فساد ہو جائے گا۔ حالانکہ اس وقت نہ وہاں کوئی احراری موجود تھا اور انہیں اس کی کوئی خبر تھی۔ اگر وہ وہاں ہوتے بھی تو پولیس کا فرض تھا۔ کہ انہیں فساد کرنے سے روکتی۔ نہ کہ پُرامن لوگوں کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کرتی۔ قرائن بتاتے ہیں۔ کہ جو نہی پولیس کی چوکی میں اس امر کی خبر پہونچی۔ وہاں سے فوراً احراریوں کی مسجد میں اس کی اطلاع پہنچائی گئی۔ چنانچہ انچارج پولیس کے مسجد میں پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد بعض احراری لفنگے فحش گالیاں بکتے۔ اور فساد پر آمادگی کا اعلان کرتے ہوئے آگئے۔ اور اس پولیس نے جو نماز پڑھنے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روک رہی تھی ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اور وہ پولیس کی طرف سے کسی قسم کی مزاحمت کے بغیر مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں سے دست و گریباں ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن ان بے چاروں کا مقصد چونکہ صرف نماز پڑھنا تھا اور فساد کی کوئی نیت نہ تھی۔ نیز وہ اپنی غربت و کمزوری اور احرار و پولیس کی ملی بھگت سے مرعوب ہو چکے تھے۔ اس لئے چپ چاپ مسجد سے باہر آگئے عجیب بات ہے۔ کہ مقامی پولیس کو ان غیر احمدیوں کو اس مسجد میں نماز پڑھنا بھی ایک آنکھ نہیں بھایا۔ ایک وقت گزشتہ گرما میں تو علاقہ مجسٹریٹ نے اس مسجد میں جمعہ کے روز پانی بھرنے یا غسل کرنے تک کی ممانعت کر دی تھی۔ اس کے بعد پولیس ہمیشہ اپنا فرض سمجھتی رہی ہے۔ کہ کسی غیر احمدی کو بھی وہاں نماز جمعہ ادا

تحریک جدید کے متعلق یاددہانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت سے جو پانچ مالی مطالبات فرمائے ہیں۔ ان پر جس اخلاص اور جوش کے ساتھ جماعت نے لبیک کہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے۔ کہ ایک ماہ کے اندر ساٹھ ہزار کے وعدے اور بیس ہزار روپیہ نقد جمع ہو چکا ہے۔ الحمد للہ

لیکن ابھی تک ایک حصہ جماعت کا ایسا ہے جن کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا جس کی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ کارکن مطالبات کا مفہوم دوستوں کو نہیں سمجھ سکے نیز بعض احباب کو تحریک پہونچی بھی نہیں۔ اس لئے "تحریک جدید" کا اقتباس حضور کے بعد کے تشریحی ارشادات معہ ایک تفصیلی چٹھی و فارم کے ایسی جماعتوں اور افراد کو ارسال کئے جا رہے ہیں جن کی طرف سے تاحال جواب نہیں آیا۔ ایسی جماعتوں اور افراد کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ ۱۵۔ جنوری ۳۵ء تک ڈاک میں فارم تحریک جدید مکمل کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور ارسال فرمائیں۔ جن خطوط پر ڈاک خانہ کی مہر ۱۵۔ جنوری ۳۵ء ہوگی۔ ان کے وعدے لئے جائیں گے۔ اس کے بعد کے نہیں کارکن اور دیگر با اثر احباب بھی اس طرف توجہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

کس کس رقم سے تحریک جدید میں شمولیت کی جا سکتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

۱۔ چار تحریکات ہیں۔ دو کے لئے سو سو۔ اور دو کے لئے پچاس پچاس کی رقم آسودہ حال لوگوں کے لئے مقرر ہے۔ پس جو شخص کم سے کم حصہ پوری مقدار پر لینا چاہے۔ یا لے سکتا ہو۔ اسے تین سو روپیہ یا اس سے زائد پہلے سال کی تحریک میں چندہ دینا چاہیئے۔

۲۔ جو شخص اس قدر توفیق نہ رکھتا ہو۔ وہ سو روپیہ کسی ایک مد میں چندہ دے کر باقی مدات میں تھوڑی تھوڑی رقوم دے کر ساری تحریکات کے ثواب میں حصہ لے سکتا ہے۔

۳۔ تیسرے درجہ پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سو روپیہ سب تحریکات میں دیدے۔

۴۔ جو لوگ آسودہ حال نہیں۔ یا جن کی موجودہ حالت اچھی نہیں۔ وہ سو سے کم بھی چندہ دے سکتے ہیں۔ یہ لوگ اگر پورا حصہ لینا چاہیں۔ تو یوں لے سکتے ہیں۔ کہ دس دس کی دونوں تحریکات میں بیس بیس اور پانچ پانچ کی دونوں تحریکوں میں دس دس کی رقوم ادا کر دیں۔ یہ ساٹھ روپیہ ہوا۔ اس سے کم توفیق والے دوست ہر تحریک میں دس دس اور پانچ پانچ دیکر تیس روپیہ کی رقم سے اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔

۵۔ جو لوگ سب تحریکوں کے ادنیٰ درجہ میں بھی شامل نہ ہو سکیں۔ وہ تین یا دو یا ایک میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ یعنے خواہ دونوں دس دس اور دونوں پانچ پانچ والیوں میں سے کوئی سی تین یا دو۔ یا ایک چن کر اس میں شامل ہو جائیں۔

۶۔ قادیان کے غرباء اس طرح بھی کر رہے ہیں۔ کہ اگر اکٹھے دس یا پانچ نہیں دے سکتے تو دس دس یا پانچ پانچ مل کر ایک روپیہ ماہوار یا آٹھ آنہ ماہوار ڈال کر ہر ماہ میں قرعہ ڈال لیتے ہیں اور اس کی رقم قرعہ والے کے نام سے جمع کرا دیتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے لئے بھی اس وقت نام اور رقم لکھوانا ضروری ہے۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۸۲ | قادیان دارالامان مورخہ یکم شوال سنہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

قتل کی دھمکی دینے والے کے متعلق پولیس کی خاموشی

پولیس کے رویہ کے متعلق تحقیقات کا مطالبہ

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اس بات کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ کہ "اخبار" زمیندار" نے مولوی ظفر علی صاحب کے قتل کی دھمکی کے متعلق جو خطوط مع نام و پتہ شائع کئے تھے۔ ان کے لکھنے والوں کو پولیس گرفتار کر کے ان کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کرے۔ اور اگر وُہ مجرم ثابت ہوں۔ تو انہیں سزا دلائی جائے۔ لیکن ہمیں معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ پولیس کا وُہ فرض شناس عملہ جسے ۱۱ر دسمبر مولوی ظفر علی صاحب کی حفاظت کے لئے بہت کچھ دوڑ دھوپ کرنا پڑی تھی۔ ابھی تک ادھر متوجّہ بھی ہُوا ہے۔ یا نہیں اور کیوں یہ امر بھی اس کی توجہ اپنی طرف منعطف کرانے کا باعث نہیں بن سکا۔ کہ جس شخص کی طرف سے قتل کی دھمکی دی گئی تھی۔ اس کے متعلق "زمیندار" نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ وُہ ایک مسجد میں مجمع عام کے سامنے احمدیت سے قطع تعلق کر کے "پکا مسلمان" بن چکا ہے ۔اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس شخص کا وجود فرضی نہیں۔ بلکہ حقیقی ہے۔ زمیندار والوں سے اس کی خط و کتابت ہے۔ وُہ کراچی میں موجود ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا۔ تو اس کا گرفتار کرنا۔ اور اس کے خط کے متعلق تحقیقات کرنا کونسی مشکل بات ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ پولیس اس بارے میں کیوں خاموش بیٹھی ہے۔ اور کیوں اپنا فرض ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتی ؛

اخبار" زمیندار" نے قتل کی دھمکی کا خط شائع کرتے ہوئے جہاں جماعت احمدیہ کے خلاف عوام میں سخت اشتعال پیدا کرنے کے لئے یہاں تک بے ہُودہ سرائی کی۔ کہ" اس قادیانی نے جو غالباً انہی ۳۸- قادیانیوں میں سے ہے جن سے خلیفہ قادیان نے اپنے دست باطل پرست پر موت کی بیعت لی ہے۔ اپنا خواب نقل کیا ہے۔" "خلیفہ قادیان اسلام اور زعمائے اسلام کے خلاف خونین جنگ شروع کرنا چاہتے ہیں۔" (زمیندار ۳۰ر نومبر)

وہاں پولیس نے اس موقعہ پر جو رویہ اختیار کیا۔ اس سے بھی اس نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ انسپکٹر جنرل پولیس تک کو یقین ہو گیا۔ کہ" زمیندار" میں قتل کی دھمکی کے متعلق جو خط شائع ہُوا ہے۔ اور جس میں مولوی ظفر علی صاحب کو ۱۱ر دسمبر ۱۱ بجے قتل کرنے کا ذکر ہے۔ وُہ خالی از خطرہ نہیں ہے۔ نیز یہ کہ جماعت احمدیہ کا طریق عمل بتا رہا ہے۔ کہ وُہ اپنے مخالفین کا خون بہانے سے دریغ نہ کرے گی چنانچہ لکھا :-

" مراسلہ کے شائع ہوتے ہی مسلمانوں میں ہیجان عظیم پیدا ہو گیا۔ اور ساتھ ہی **عمال حکومت کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ کہ کہیں واقعی مولانا کو چشم زخم پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے"**

" مجلس احرار کے **رضا کار اور دیگر نوجوان بہ تعداد کثیر پولیس کے ساتھ حفاظت میں شریک ہو گئے** اور صبح ۹ بجے تک دفتر زمیندار کے سامنے ایک نہایت زبردست مجمع اکٹھا ہو گیا۔ پولیس اور احراری رضا کار کسی شخص کو دفتر میں داخل نہ ہونے دیتے تھے"

" دو قادیانیوں کی طرف سے پے در پے مولانا ظفر علیخاں کو قتل کی دھمکیاں موصول ہوئیں۔ اور دوسرے قادیانی نے اپنے مراسلہ میں قتل کی تاریخ ۱۱ر دسمبر اور وقت گیارہ بجے مقرر کر دیا۔ اس پر **عمال حکومت کو یقین ہو گیا کہ یہ محض خیالی خطرہ نہیں۔ اس جماعت کے طور طریق بتا رہے ہیں۔ کہ وُہ اپنے مخالفین کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرے گی۔** چنانچہ انہوں نے ایک انسپکٹر اور دو کانسٹیبل ۹ر دسمبر سے مولانا کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیئے"

" مسٹر ایوارٹ انسپکٹر جنرل پولیس۔ مرزا معراج الدین سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ اور سید اعجاز حسین شاہ انسپکٹر۔ اور پولیس کے عملہ نے اپنی طرف سے جو احتیاطی پیش بندی کی۔ اور جس رضا کارانہ اور کشادہ دلانہ ہمدردی کا اپنی طرف سے ثبوت دیا۔ اس کے لئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں" (زمیندار ۱۳ر دسمبر)

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ

(۱) عمال حکومت کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ کہ واقعی مولوی ظفر علی صاحب کو چشم زخم پہنچانے کی کوشش کی جائے گی ؛

(۲) یہ خطرہ اتنا بڑا تھا۔ کہ پولیس نے اپنی جمعیت کافی نہ سمجھی۔ اور مجلس احرار کے رضا کار اور دیگر نوجوان بہ تعداد کثیر اپنے ساتھ حفاظتی انتظام میں شامل کر لئے ؛

(۳) عمال حکومت کو یہ یقین ہو گیا تھا۔ کہ یہ محض خیالی خطرہ نہیں ہے۔ بلکہ اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔

(۴) جماعت احمدیہ کے طور طریق عمال حکومت کو بتا رہے تھے کہ یہ جماعت ۱۱ر دسمبر کو اپنے مخالفین کا خون بہانے سے دریغ نہ کرے گی ؛

(۵) یہ خطرہ اس قدر شدت اور اتنی اہمیت اختیار کر چکا تھا۔ کہ اس کے متعلق احتیاطی پیش بندی کے کام میں بالفاظ" زمیندار" پولیس کے معمولی عملہ سے لے کر انسپکٹر جنرل پولیس تک کو شریک ہونا پڑا ؛

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب اس خطرہ کو عمال حکومت اور پولیس کے ادنےٰ سے لے کر اعلےٰ حکام نے اتنی بڑی اہمیت دی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ صرف ۱۱ر دسمبر کو اپنی طاقت۔ اور قوت کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس طرح خاموشی اختیار کر لی گئی ہے۔ کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ اور باوجود ہماری طرف سے اس بات کا مطالبہ کرنے کے کہ اس معاملہ کی پوری پوری تحقیقات کی جائے۔ ذرا بھی حرکت نہیں کی جاتی۔ اور ملزم جس نے اپنا نام و پتہ بتا دیا ہے۔ اسے پوچھا تک نہیں گیا ؛

ان حالات میں ان عمال حکومت۔ اور پولیس کے افسران کا جنہوں نے" زمیندار" کے جماعت احمدیہ کے خلاف بے سروپا اور بے بنیاد شور و شر پر اپنی طاقت اور قوت کا غیر معمولی مظاہرہ کیا۔ فرض ہے۔ کہ وُہ یا تو واقعات کے رُو سے ثابت کریں کہ مولوی ظفر علی صاحب کے قتل کا خطرہ جس کے متعلق انہیں بالفاظ" زمیندار" اور بلحاظ اپنی دوڑ دھوپ یقین ہو گیا تھا کہ وُہ نہایت ہی غیر معمولی ہے۔ اور یہ کہ انہیں فی الواقعہ جماعت احمدیہ کے طور طریق بتا رہے تھے۔ کہ وُہ ۱۱- دسمبر اپنے مخالفین کا خون بہانے سے دریغ نہ کرے گی۔ یا پھر ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ ان عمال حکومت نے ۱۱ر دسمبر دفتر" زمیندار" کے اردگرد۔ اور مولوی ظفر علی صاحب کے آگے پیچھے جو حفاظتی حصار تعمیر کئے۔ ان کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ پولیس کے پاس" زمیندار"

کے شور و شر کو یقینی قرار دینے کا کوئی ثبوت موجود تھا۔ یا اس نے جماعت احمدیہ کے کسی فرد کے طور طریق ایسے دیکھے تھے۔ جن سے کسی کے خون بہانے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ بلکہ ان کی غرض محض یہ تھی۔ کہ "زمیندار" نے قتل کی دھمکیوں کی آڑ میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو نیا فتنہ کھڑا کیا۔ اسے تقویت دی جائے۔ اور عوام کے لئے یہ خیال کرنے کا موقعہ پیدا کیا جائے۔ کہ جب حکومت کے عمال اور پولیس کے اعلےٰ افسروں تک کو یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب کو قتل کی جو دھمکی دی گئی ہے۔ اور جسے احمدیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ خالی از خطرہ نہیں۔ بلکہ یقینی ہے۔ تو پھر اس بات میں کیا شبہ رہ گیا۔ کہ احمدیوں کی طرف سے قتل کی دھمکی یقینی طور پر دی گئی ہے ::

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق عوام میں یہ خیال پیدا ہونا۔ اور "زمیندار" کا اس کی بنا پر ان کو یوں اشتعال دلانا۔ کہ "خلیفہ قادیان اسلام۔ اور زعمائے اسلام کے خلاف خونین جنگ شروع کرنا چاہتے ہیں" جس قدر خطرناک۔ فتنہ انگیز۔ اور نقصان رساں ہو سکتا ہے اس سے عمال حکومت ناواقف ہو سکتے ہیں۔ اور جب تک وہ واقعات کی رُو سے یہ ثابت نہ کر دیں۔ کہ اخبار "زمیندار" نے جو باتیں ان کی طرف منسوب کی ہیں۔ اور جن کی تصدیق انہوں نے اپنے غیر معمولی مظاہرہ کے رنگ میں کی ہے۔ وہ بالکل درست ہیں۔ اس وقت تک بھی کہنا پڑے گا۔ کہ وہ خود چاہتے ہیں کہ اخبار "زمیندار" جماعت احمدیہ کے خلاف عوام میں بوجہ اشتعال پیدا کرے۔ احمدیوں کی جان و مال کو خطرہ میں ڈالے اور ہر جگہ ان کو مصائب و آلام میں مبتلا کرنے کی کوشش کرے۔ اور نہ صرف چاہتے ہیں۔ بلکہ اپنے طریق عمل سے اسے تقویت دے رہے ہیں ::

ہم ایک بار پھر حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اس خط کے متعلق جو "زمیندار" میں قتل کی دھمکی کے نام سے شائع ہوا۔ جس کی بنا پر "زمیندار" نے عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف بے حد اشتعال دلایا۔ اور جس کی وجہ سے پولیس نے حملہ آور کی روک تھام کے لئے غیر معمولی اہتمام کیا پوری پوری تحقیقات کی جائے۔ اور خط لکھنے والے کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جائے تاکہ پبلک کو معلوم ہو سکے۔ کہ حقیقت کیا ہے۔ اور اگر یہ نہیں کیا جاتا۔ تو حکومت اس بات کی تحقیق کرے۔ کہ ۱۱ دسمبر دفتر "زمیندار" کے اردگرد پولیس نے جو غیر معمولی مظاہرہ کیا۔ اور جس سے ہمارے نزدیک عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف غلط فہمی اور بدظنی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہ کہاں تک معقولیت اور ضرورت حقہ پر مبنی تھا ::

کس قدر عجیب بات ہے کہ ایک شخص اس قدر ہیجان خیز حرکت کرتا ہے اور ایک ایسی شر انگیزی کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو پولیس کے انسپکٹر جنرل سے لے کر معمولی ملازمین تک کو بے چین و بے قرار اور اس قدر پریشان کر دیتی ہے کہ انہیں خاص انتظامات کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور پھر اس کا پورا پورا علم بھی ہو جاتا ہے۔ کہ کون ہے لیکن اس کے باوجود حکومت نہ تو اسے گرفتار کرتی ہے اور نہ ہی اس قدر اہمیت دینے والے افسروں سے کوئی بازپرس کرتی ہے۔ حکومت کے اس رویہ کا یا تو یہ مطلب ہے۔ کہ وہ دُنیا کو بالکل احمق سمجھتی ہے۔ اور یا پھر وہ اپنی حماقت کا مظاہرہ کر رہی ہے ::

تحریک جدید میں حصہ لینے والے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تحریک جدید کے چندوں کو بہت سے دوستوں نے سمجھا نہیں ::

(۱) بعض خیال کرتے ہیں۔ کہ مالدار سے مراد وہ ہے جس نے روپیہ جمع رکھا ہوا ہو ایسا مالدار مسلمانوں میں شاذ ہوتا ہے۔ جو شخص اس دھوکے میں ہے۔ وہ اپنے رب کے پاس جائیگا۔ اور اپنے کو تہیدست پائیگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اسے نعمت دی۔ اور اس نے قدر نہ کی ::

(۲) بعض خیال کرتے ہیں۔ کہ جماعت کے کارکن تحریک کریں گے۔ تو ہم حصہ لکھا دیں گے۔ یا دیدینگے۔ انہیں یاد رہے۔ کہ اگر ان کی جماعت کے کارکن سست ہیں۔ یا خود حصہ نہ لینے کے سبب سے تحریک کو دبا رہے ہیں۔ تو یہ جواب خدا تعالےٰ کے سامنے کافی نہ ہو گا۔ ہر مومن خدا تعالےٰ کے سامنے خود ذمہ دار ہے ::

(۳) جماعتوں کو عادت ہے۔ کہ وہ اکٹھا چندہ بھجواتی ہیں۔ اس لئے جو کارکن جماعت میں تحریک کر کے مشترکہ فہرستیں نہ بھجوا سکیں۔ ان کا دیانتدارانہ فرض ہے۔ کہ جماعت میں اعلان کر دیں۔ کہ ہم نے یہ کام نہیں کرنا جس نے بھجوانا ہو۔ براہ راست بھجوا دے۔ ہم جماعت کی اکٹھی لسٹ نہیں بھجوانی چاہتے۔

(۴) بعض آسودہ حال اسراف کی عادت کی وجہ سے بڑی قربانی نہیں کر سکتے۔ اور وہ لوگوں کی شرم سے تھوڑا حصہ بھی نہیں لیتے۔ یہ شرم انہیں اور بھی زیادہ نیکی سے محروم کر دے گی ::

(۵) کوئی دوست اس چندہ کی تحریک کے لئے دوسرے پر اصرار نہ کریں۔ ہاں جو کارکن۔ یا کارکنوں کی سستی کی صورت میں غیر کارکن ثواب حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ہر ایک سے پوچھ لیں۔ کہ کیا وہ حصہ لینا چاہتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر لینا چاہتا ہے۔ تو کتنا۔ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک مجبور ہے اسے دق نہ کرو۔ اور جو شیطان کے ہاتھوں مجبور ہے۔ اُسے اور زیادہ شرمندہ نہ کرو۔ یاد رکھو۔ یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ اور ہو کر رہے گا ::

فضلائے آسمانست ایں بہ ہر حالت شود پیدا

مرزا محمود احمد۔ خلیفۃ المسیح

فلسفہ احکام شریعت

ادائیگی زکوۃ تمدنی مشکلات کا حل اور روحانی ترقی کا زینہ ہے

حسب ذیل تقریر جناب مولوی عبد المغنی خانصاحب ناظر بیت المال نے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۴ء جلسہ سالانہ پر کی ۔ (ایڈیٹر)

آیات قرآنیہ: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُھُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ (توبہ ع ۸) خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (توبہ ع ۱۳) وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ؕ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ (توبہ ع ۵) کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خدمات اسلامی بجالانے کی اہمیت

اسلام میں داخل ہو کر جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ ان کی بڑی غرض یہ ہے۔ کہ ہم ان تمام احکام کی پابندی کر کے جو اسلام ہم پر عائد کرتا ہے۔ وہ کامیابی حاصل کریں۔ جو مومنوں کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ یہی کام ہے جو اس وقت ہمارے سپرد کیا گیا۔ اور اسی کام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں مبعوث ہوئے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ان تمام خدمات کو بجالائیں۔ جو اسلام ہمارے ذمہ عائد کرتا ہے۔ مگر اس وقت میں اسلام کے ارکان میں سے صرف مسئلہ زکوٰۃ کے متعلق کچھ عرض کرونگا لیکن قبل اس کے کہ زکوٰۃ کے متعلق کچھ بیان کروں۔ یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اور اس کے ارکان اپنے اندر کیا اہمیت رکھتے ہیں:-

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

اسلام دراصل ایک تبلیغی مذہب ہے۔ یعنی ایسا مذہب جس کے ماننے والوں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنی خوبیاں دوسروں تک پہنچائیں۔ اور غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام بنائیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی دعوت کو کسی ایک قوم یا بعض خاص اقوام تک محدود نہ رکھیں۔ بلکہ تمام دنیا کو دعوت اسلام دیں۔ کیونکہ اسلام کسی ایک زمانہ یا ایک ملک کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ تمام دنیا کے لئے اسے بھیجا گیا ہے۔ اور قیامت تک یہی ایک مذہب ہے جس پر چل کر انسان اپنے کمال روحانی کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور جن امور کی وجہ سے اسلام کو باقی ادیان پر فضیلت دی گئی۔ ان میں سے پہلی وجہ فضیلت یہی ہے۔ کہ اسلام کو کسی ملک کے لئے محدود نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اسلام میں داخل ہونے والا تمام زمین پر اللہ تعالےٰ کی عبادت کر سکتا ہے۔ اور اسے اس امر کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ وہ کسی خاص عمارت کے اندر داخل ہو کر عبادت کرے اسی طرح اسلام کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے۔ کہ ہر زمانہ میں ایسے مجدد اور پاکباز نفوس مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں۔ جو ان خرابیوں کو دور کرتے ہیں۔ جو لوگوں کے عقائد میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اور ان بدعملیوں کو مٹاتے ہیں۔ جو لوگوں میں رائج ہو جاتی ہیں۔ پھر اسلام کو ایک یہ خصوصیت بھی عطا کی گئی ہے۔ کہ اس کی الہامی کتاب کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔ اور یہ بھی اسی لئے کیا گیا۔ کہ اسلام چونکہ تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ہے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اس رنگ کی حفاظت کی جاتی۔ غرض اسلام انسان کو روحانی ترقی کے بلند مینار تک پہنچاتا۔ اور اس کے ان تمام حوائج کو پورا کرتا ہے۔ جو اس راستہ میں اسے پیش آتے ہیں۔ اور اس کے لئے کسی قوم یا فرد کی تخصیص نہیں۔ بلکہ ہر شخص اس کے اوامر پر چل کر اسی کمال کو حاصل کر سکتا ہے۔ جس کا ایک مومن کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے ۔

خصوصیات اسلام کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبہ میں ذکر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی انہی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں:-

"سچا اور کامل فیض جو روحانی عالم تک پہنچاتا ہے۔ کامل استقامت سے وابستہ ہے۔ اور کامل استقامت سے مراد ایک ایسی حالت صدق و وفا ہے جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے۔ یعنی ایسا پیوند ہو۔ جس کو نہ تلوار کاٹ سکے۔ نہ آگ جلا سکے۔ اور نہ کوئی دوسری آفت نقصان پہنچا سکے۔ عزیزوں کی موتیں اس سے علیحدہ نہ کر سکیں۔ پیاروں کی جدائی اس میں خلل انداز نہ ہو سکے بے آبروئی کا خوف کچھ رعب نہ ڈال سکے۔ ہولناک دکھوں سے مارا جانا ایک ذرہ دل کو نہ ڈرا سکے۔ سو یہ دروازہ نہایت تنگ ہے۔ اور یہ راہ نہایت دشوار گزار ہے۔ کس قدر مشکل ہے آہ صد آہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ان آیات میں اشارہ فرماتا ہے۔ قل ان کان اٰباؤکم و ابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃٌ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ و رسولہٖ و جہادٍ فی سبیلہٖ فتربصوا حتٰی یاتی اللّٰہ بامرہٖ واللّٰہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ یعنی ان کو کہہ دے۔ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری برادری اور تمہارے وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں۔ اور تمہاری سوداگری جس کے بند ہونے کا تمہیں خوف ہے۔ اور تمہاری حویلیاں جو تمہارے دل پسند ہیں۔ خدا سے اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو لڑانے سے زیادہ پیارے ہیں۔ تو تم اس وقت تک منتظر رہو۔ کہ جب تک خدا اپنا حکم ظاہر کرے۔ اور خدا بدکاروں کو کبھی اپنی راہ نہیں دکھائے گا۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں۔ وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں۔ وہ ضرور ہلاک ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا۔ یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے۔ جس میں وہ شخص باخدا بنتا ہے۔ کیونکہ جو اس کے لئے ہزاروں بلائیں خریدے۔ اور خدا کی طرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے۔ کہ خدا کے سوا کوئی اس کا نہ رہے۔ گویا سب مر گئے۔ پس سچ تو یہ ہے۔ کہ جب تک ہم خود نہ مریں۔ زندہ خدا نظر نہیں آ سکتا۔ خدا کے ظہور کا دن وہی ہوتا ہے۔ کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے۔ ہم اندھے ہیں۔ جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہو جائیں۔ ہم مردہ ہیں

جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ ہو جائیں۔ جب ہمارا سو ٹھیک ٹھیک اس کے محاذات میں پڑے گا۔ تب وہ واقعی استقامت جو تمام نفسانی جذبات پر غالب آتی ہے ہمیں حاصل ہو گی۔ اس سے پہلے نہیں۔ اور یہی وہ استقامت ہے جس سے نفسانی زندگی پر موت آجاتی ہے۔ ہماری استقامت یہ ہے۔ کہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کہ بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن۔ یعنی یہ کہ قربانی کی طرح میرے آگے گردن رکھ دو۔ ایسا ہی ہم اس وقت درجہ استقامت حاصل کریں گے۔ کہ جب ہمارے وجود کے تمام پُرزے اور ہمارے نفس کی تمام قوتیں اسی کے کام میں لگ جائیں۔ اور ہماری موت اور ہماری زندگی اسی کے لئے ہو جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العٰلمین یعنی کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے ہے۔ اور جب انسان کی محبت خدا کے ساتھ اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ اس کا مرنا اور جینا اپنے لئے نہیں۔ بلکہ خدا ہی کے لئے ہو جائے۔ تب وہ خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے۔ اپنی محبت کو اس پر اُتارتا ہے۔ اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے جس کو دنیا نہیں پہچانتی۔ اور نہ سمجھ سکتی ہے۔ اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لئے خون ہُوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ٦٦ تا صفحہ ٦٩)

اسلام کیا چیز ہے

اسی طرح فرماتے ہیں۔

"اسلام کیا چیز ہے وہی جلتی ہوئی آگ جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارے مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے۔ ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں۔ اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند پکڑتی ہیں۔ جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے۔ اور ایک آگ اوپر سے ہم پر پڑتی ہے۔ ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے۔ اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں۔ اس حالت کا نام قرآن شریف کے رو سے اسلام ہے۔ اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے۔ اور پھر دعا سے ہم از سر نو زندہ ہوتے ہیں" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۸۲)

پانچ ارکانِ اسلام اور ان کے اغراض و مقاصد

غرض اسلام جس کا مختصر خاکہ یہ ہے۔ پانچ ارکان پر مشتمل ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور کلمہ طیبہ۔ نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ درحقیقت اسلامی عمارت کی چار دیواریں ہیں۔ اور اس تعمیر کا چھت جس کے لئے ان چار دیواروں کو قائم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی وحدانیت دنیا میں ایسے طور پر قائم ہو۔ کہ ہم سے جو کام بھی سرزد ہوں۔ اسی اصل کے ماتحت ہوں۔ کہ خدا کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں۔ جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحریرات پڑھکر سنائی ہیں۔ اسلام اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دینے کا نام ہے۔ اسلام اپنے تمام نفسانی ارادوں پر ایک موت وارد کر لینے کا نام ہے اور اسی مقصد عظیم کی تشریحات ان ارکان میں ہیں۔ جو اسلام نے مقرر کئے۔ نماز سے انسان کا جسم لباس مکان اور خیالات پاک کئے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ سے اموال پاک کئے جاتے ہیں۔ روزہ سے انسان کی صحت جسمانی کے سامان اور جذبات نیک پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا سبق دیا جاتا ہے۔ حج سے جذبات فدائیت کو ابھارا جاتا۔ اور انسان محبت کے ساتھ قربانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مگر چونکہ ہر وقت کی زندگی میں انسان کے اموال کا تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن شریف میں بار بار نماز و زکوٰۃ کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔

پس وہ فدائیت جو اسلام ہر مومن سے چاہتا ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے اور اس غرض کے لئے کہ تا ہر جہت سے انسان قربانی کرے خدا تعالیٰ نے بعض ارکان مقرر کر دیئے ہیں۔ تاکہ اگر انسان ایک طرف اپنے جسم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگائے۔ تو دُوسری طرف مالی قربانی کر کے بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کبھی عاشقانہ رنگ میں اپنے بندہ سے عبادت چاہتا ہے۔ اور کبھی روزہ رکھا کر اسے ایک وقت کے لئے ضروریات زندگی سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیتا ہے۔

ان تمام قربانیوں سے انسان اگر پورے طور پر حصہ لے۔ تو وہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ جو اسلام ہر مومن کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ مجھے اس وقت ارکان اسلام میں سے صرف ایک رکن یعنی ادائیگیٔ زکوٰۃ کی نسبت کچھ کہنا ہے۔ اس لئے میں باقی ارکان کا ذکر چھوڑتے ہوئے صرف زکوٰۃ کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

تحریک جدید کی تشریح

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ دوست اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ چندہ کی نئی تحریکیں جن کی میزان ساڑھے ستائیس ہزار بنتی ہے۔ اور جنکا مطالبہ گذشتہ خطبات میں جماعت سے کیا گیا ہے۔ وہ صرف پہلے سال کے لئے ہیں۔

۲۔ یہ تحریکات نئے سرے سے تین سال تک پہلا سال ختم ہونے پر دوبارہ شائع ہوتی رہیں گی۔ صرف فرق یہ ہو گا۔ کہ آئندہ دو سالوں میں ساڑھے بائیس ہزار سالانہ کی تحریک کی جائے گی۔

۳۔ جنہوں نے اس سال چندہ دیا ہے۔ یا اس کا وعدہ کیا ہے۔ وہ مجبور نہیں ہونگے۔ کہ آئندہ سالوں کی تحریکات میں ضرور حصہ لیں۔ یا اُتنا ہی حصہ لیں۔ جتنا اس سال لیا ہے۔ بلکہ یہ ان کے اخلاص اور ان کی اس وقت کی مالی حالت پر منحصر ہو گا۔

۴۔ بہر حال اس وقت جو دوست چندہ لکھوا رہے ہیں۔ یا لکھوائیں گے۔ وہ اسی سال کا چندہ ہو گا۔ نہ کہ تینوں سالوں کا۔ اس لئے جو دوست قسط وار چندہ کی رقم پوری کرنا چاہیں۔ ان کی قسطیں پہلے بارہ ماہ کے اندر ختم ہو جانی چاہئیں۔ اور جو یکمشت دیں۔ وہ سمجھ لیں۔ کہ انہوں نے پہلے سال کی تحریک کا چندہ دیا ہے۔ نہ کہ تین سالوں کا۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم

زکوٰۃ ایک نہایت ہی اہم فریضہ ہے ایسا اہم فریضہ کہ انسانی قلب سے اس کا خاص تعلق ہے۔ جب انسان اپنے ذاتی اغراض کے لئے مال و اسباب جمع کرتا ہے۔ مگر پھر خدا کے لئے اپنے جمع شدہ مال میں سے ایک حصہ نکال کر اسے ادھورا کر دیتا ہے تو اس کی نفسانیت پر اس سے ایک زد پڑتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میرا فلاں کام نہیں ہو سکیگا۔ پس چونکہ نفسانیت اس سے مٹتی ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کی قلبی صفائی اور اس کی پاکیزگی کا موجب بن جاتی ہے۔

لفظ زکوٰۃ کے معانی

زکوٰۃ کے معنوں میں دو باتیں نہایت نمایاں ہیں۔ اول یہ کہ زکوٰۃ کے معنی بڑھنے اور ترقی کرنے کے ہیں۔ اسلام کی یہ خاص اور نہایت اعلیٰ خوبی ہے جو اس کے سچے اور مذہب فطرت ہونے پر دلیل ہے کہ وہ جس حکم کی تعمیل انسان سے کراتا ہے اس میں یہ نہیں ہوتا کہ حکم بجا لانے والے کی ذات کے علاوہ کسی اور کو اس حکم کے بجا لانے کے فوائد پہنچتے ہوں۔ بلکہ ان تمام احکام پر عمل کرنے سے جو خدا تعالیٰ نے شریعت میں مقرر کئے۔ خود عمل کرنے والے کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس کی دینی و دنیوی ترقی ہوتی ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے وہ مال جس میں سے زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے بڑھتا اور ترقی کرتا ہے چنانچہ زکوٰۃ کے ذریعہ اموال کئی طریق پر بڑھتے ہیں۔ ایک تو اس طرح کہ قوم کے غربا اس سے پرورش پا کر اپنے کاروبار میں مدد حاصل کرتے اور ترقی کرتے ہیں اور جب قوم من حیث المجموع ترقی کرے تو ہر فرد ترقی کرتا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ کے ذریعہ خود زکوٰۃ دینے والے اپنی طاقت و اثر میں بڑھتے ہیں۔ دوسرے جن اموال سے زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں ایسے اسباب سے ترقی فرماتا ہے جو انسان کے اندازہ سے بالا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ زکوٰۃ کے فریضہ کو باقاعدہ ادا کرتے رہنے کا التزام رکھتے ہیں۔ وہ اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ زکوٰۃ دینے سے اموال میں ترقی ہوتی ہے۔ تیسرے ایک اور سبب ہے۔ جس سے زکوٰۃ کی وجہ سے اموال میں ترقی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جب انسان دیکھتا ہے کہ اگر میرا مال جیسا ہے ویسا ہی پڑا رہا تو زکوٰۃ دے دے کر ختم ہو جائے گا۔ اس لئے وہ اپنے مال سے منافع کمانے کا زیادہ خیال کرتا ہے اور اس طرح زکوٰۃ مال کو بڑھانے کی محرک ہوتی ہے۔

نفس انسانی کی پاکیزگی

زکوٰۃ کے دوسرے معنے پاک کرنے کے ہیں یعنی انسانی نفس میں دنیا کی محبت کا جو میل ہوتا ہے۔ وہ زکوٰۃ دینے سے دھل جاتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ سے مال بھی پاک ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی امیر مال جمع کرے تو اس میں غرباء کا بھی حق ہوتا ہے جو زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی مال میں زکوٰۃ شامل رہے تو ضرور وہ مال ضائع ہو جائے گا۔ یعنی جس مال میں زکوٰۃ ملی رہے اور ادا نہ کی جائے تو وہ نقصان کرتی ہے۔ پس زکوٰۃ دینے سے مال صاف اور پاک ہو جاتا ہے۔ ان دونوں معانی کے لحاظ سے دیکھ لو۔ زکوٰۃ کیسی مفید اور بابرکت چیز ثابت ہوتی ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال بڑھتا ہے۔ اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انسانی نفس کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا یعنی تو ان سے صدقہ یعنی زکوٰۃ لے اور انہیں پاک کر۔ پس زکوٰۃ انسان کی پاکیزگی اور اس کی ترقی کا موجب ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کی وصولی کے متعلق رسول کریم صلعم کا طریق عمل

یہ حکم بھی جیسا کہ اسلام کے دیگر احکام رفتہ رفتہ اترے۔ تدریجاً نازل ہوا۔ اور زکوٰۃ ۲ھ ہجری میں فرض ہوئی۔ اس سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے طور پر چندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کر دیا کرتے تھے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں زکوٰۃ کی تحصیل کے لئے عمال مقرر کئے بعض مقامات پر اپنی طرف سے عامل بھیجے اور بعض قبائل کے امراء کے ذمہ ہی تحصیل زکوٰۃ کا کام ڈالا۔ یمن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا گیا۔ اور مدینہ کے لئے حضرت عمر رضؓ کو مقرر کیا گیا۔ اسی طرح قبیلہ طے و بنی اسد کے لئے عدی بن حاتم کو مقرر کیا گیا۔ اور عمال کو خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ زکوٰۃ وصول کرتے ہوئے مال کی اعلیٰ قسم ہی لینے کے پیچھے نہ پڑیں۔ بلکہ اعلیٰ اور ادنیٰ ہر قسم کے مال کو دیکھیں اور اوسط نکالکر زکوٰۃ لیں۔ عمال کی طرف سے بعض شکایات بھی پیش ہوتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر فیصلے صادر فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کی تین شکایتوں پر ایک میں آپ نے زکوٰۃ خود ادا کر دی ایک کی نسبت فرمایا۔ کہ اس نے اپنا سب کچھ ہی دیا ہوا ہے اور تیسرے کی نسبت خلاف فیصلہ فرمایا۔

عمال کا محاسبہ

عمال جب زکوٰۃ لے کر آتے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حساب لیتے۔ ایک عامل نے جب کچھ مال زکوٰۃ کا پیش کیا اور کچھ رکھ لیا۔ کہ یہ مال ان کو بطور ہدیہ ملا ہے۔ تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم اپنے گھر میں رہتے تو یہ ہدیے ملتے اگر ایسا نہیں تو یہ مال بیت المال کا ہے تمہارا نہیں۔ پھر اس پر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اس طرح ہدیے لئے گئے ہیں۔ ایسا نہ کیا جائے پھر بطور تاکید فرمایا کہ دیکھو یہ بات میں نے تمہیں پہنچا دی۔

جمع کردہ مال کے متعلق صحابہ رضؓ کا اضطراب

روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب آیت والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم (توبہ ع ۵) نازل ہوئی۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پریشان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم تو مارے گئے کیونکہ ہم مال رکھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مالوں سے جب زکوٰۃ دیتے ہو تو پھر اس آیت کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یعنی سب مال تم جمع کر کے خدا کا کر چکے اللہ تعالیٰ نے اپنے مال سے جس قدر طلب فرمایا وہ تم نے ادا کر دیا۔ اب باقی مال جو تمہارے پاس رہا۔ اس کو تم استعمال کر سکتے ہو۔ پس زکوٰۃ ادا کرنے سے اموال مومنوں کے لئے جائز ہو جاتے ہیں۔

منکرین زکوٰۃ کے خلاف حضرت ابوبکر رضؓ کا اقدام

تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں کے ایک حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر فوج کشی کی۔ اور ان سے لڑائی کر کے انہیں مغلوب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر گو یہ مشورہ دیا۔ کہ ان لوگوں سے لڑائی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اسکی دلیل یہ دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شخص نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہدیا تو اسکی جان اور مال مسلمانوں پر حرام ہو جاتی ہیں یعنی ہم ایسے شخص سے لڑائی نہیں کرتے۔ مگر آپ نے اس استدلال کو رد کیا اور فرمایا میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کرونگا یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے ایک تھوڑی سی چیز بھی دینے سے انکار کیا۔ جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتا تھا تو میں ان سے لڑائی ترک نہیں کرونگا اور اونٹ باندھنے کی رسی بھی ان کے پاس نہیں چھوڑونگا حضرت ابوبکر رضؓ کے اس استقلال اور جدوجہد کے نتیجہ میں جب اسلام کو فتح ہوئی تب حضرت عمر رضؓ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ پس زکوٰۃ کا فریضہ اسلام میں اس حد تک تکمیل کو پہنچا ہوا ہے کہ تھوڑی سی کسر بھی اس میں برداشت نہیں کی گئی۔

موجودہ اقتصادی مشکلات کا حل

موجودہ مشکلات کا حل زکوٰۃ کے ذریعہ بہت کچھ ہو سکتا ہے آجکل سرمایہ داروں کو مزدوری پیشوں پر تفوق حاصل ہو گیا ہے اور وہ اس برتری کو بڑھائے رکھنے کی فکر میں رہتے ہیں اور ایک عام کوشش جاری ہے کہ مزدوروں کی اجرت جس قدر ہو سکے کم کی جائے تا سرمایہ سے زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ اس طرح سرمایہ دار قلیل آبادی کی اس کوشش کے ہاتھوں منافع دنیا کی کثیر آبادی روز بروز تنگ حال ہو رہی ہے سرمایہ دار سمجھتے ہیں کہ غربا کا کوئی حق ہم پر نہیں ہے تنازع البقا میں وہ اپنا فائدہ اسی میں سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مال جمع کریں اور غربا کی ہلاکت و بربادی بقاء اصلح کے اصول کے ماتحت نہایت بے پروائی اور بے تعلقی سے دیکھتے ہیں۔

بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب زکوٰۃ کا حکم دیا۔ تو فرمایا۔ کہ امیروں سے مال لے کر غریبوں کو واپس کرو۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو مال اغنیاء کے پاس جمع ہو۔ اس میں غرباء کا مال بھی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو امراء در اصل غرباء کی کمائی کا ایک حصہ جمع کر لیتے ہیں۔ اور غرباء کو اس سے محروم کر دیتے ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اصل کو قائم کیا۔ کہ اموال میں در اصل غرباء کا حق بھی ہوتا ہے۔ وہ ان کو واپس کیا جائے۔ اور یہی چیز زکوٰۃ ہے۔ اس وقت سرمایہ داروں کے موجودہ طرزِ عمل کے خلاف تمام دُنیا میں سخت آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ اور رُوس میں تو اس قدر اس کا اثر ہوا۔ کہ انہوں نے اموال کی ملکیت کا انفرادی حق ہی قائم نہیں رہنے دیا۔ اور ایک غلطی کی اصلاح کرتے کرتے دُوسری حد سے بھی آگے نکل گئے۔ جس کی نسبت بھی اس ملک میں اب خفیف سا احساس شروع ہو گیا ہے اور انشاء اللہ زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا۔ کہ اسے اس حد سے بھی واپس ہونا پڑے گا۔ اور اصل درمیانی حد جو زکوٰۃ کی اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمائی۔ پھر اس پر دُنیا کو چلنا پڑے گا:۔

زکوٰۃ کے ذریعہ ایک طرف امراء کے اموال کی حد سے زیادہ ترقی رک جاتی ہے۔ اور دُوسری طرف غرباء حد سے زیادہ کمزور نہیں رہنے دیئے جاتے۔ کیونکہ ان کی کمزوری رفع کئے جانے کا سامان ہوتا رہتا ہے۔ پس زکوٰۃ اقتصادی مشکلات کا بھی حل ہے جس کی اس وقت دُنیا کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اور جس سے انسانی نسل امراء و غرباء دو طبقوں میں تقسیم ہو کر کشمکش میں نہیں رہتی۔ بلکہ غریب اور امیر متحد ہو جاتے ہیں۔ غریب اپنے حق کے طور پر مالی امداد حاصل کرتے ہیں۔ نہ کہ بطور احسان کے:۔

زکوٰۃ امام وقت کے پاس جمع ہونی چاہیے

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وُہ امداد آتی بھی حکومت کی طرف سے ہے۔ شریعت کے رُو سے زکوٰۃ کا امام یعنی حاکم وقت کو دیا جانا فرض ہے۔ امراء اگر اپنے اپنے طور پر زکوٰۃ تقسیم کرنے لگیں۔ تو وُہ اپنے قریبیوں کی اعانت کر سکتے ہیں۔ اور زیادہ مستحق لوگ محروم رہ سکتے ہیں۔ نیز وُہ لوگ جنہیں زکوٰۃ ملے۔ ان کے ممنون ہو کر نفسانی شرافت و آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ جو حکومت سے امداد ملنے پر قائم رہ سکتی ہے۔ پس حکومت ہر امیر سے بطور حق کے اپنے زورِ حکومت کے ذریعہ زکوٰۃ وصول کرتی ہے۔ اور خود مستحقین کو تقسیم کرتی ہے۔ اور غرباء کی مالی حالت کو تقویت پہونچاتی ہے۔ یہ ایک ایسا حل اقتصادی مشکلات کا ہے جس کی دُنیا کو آج کل بڑی ضرورت ہے:۔

اللہ تعالےٰ پر توکل

اس کے علاوہ زکوٰۃ سے انسان اپنی انفرادی حیثیت سے روحانی ترقی کرتا ہے۔ جب وُہ اپنی زندگی کے ذرائع کو خُدا کے حکم پورا کرنے کے لئے کم کر کے غریبوں کے لئے دے دیتا ہے۔ تو اس کا توکل اللہ تعالےٰ پر قائم ہوتا ہے۔ اور مخلوقِ خدا کی شفقت اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ کہ یہ مال جو میں نے اپنی آسائش و قوت بسری کے لئے مہیا کیا تھا اب میں اس کو خُدا کے لئے اپنے غریب بھائیوں کی ضروریات کے واسطے دیتا ہوں۔ اس سے اس کے دل میں اپنی زندگی کے سامان کے لئے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ اور اعتماد بڑھتا ہے اور کوئی چیز اللہ تعالےٰ سے نہیں مانگی جاتی۔ جو نہ ملتی ہو۔ پس اس عملی حالت میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک قوت و سکینت انسانی قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ جو انسان کو اللہ تعالےٰ کے اور زیادہ قریب کر دیتی ہے۔ اس طرح وُہ مال دیتا ہے۔ اور ایک رُوحانی چیز خریدتا ہے۔ جو دُنیا میں کہیں میسر نہیں آتی۔ بلکہ آسمان سے ہی نازل ہوتی ہے۔ اور غرباء و مساکین کی ضروریات پوری ہوتے پر نامعلوم طریق سے وُہ برکات اس تک پہونچتی ہیں۔ جو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ پس زکوٰۃ کے ذریعہ انسان رُوحانی ترقی کے منازل بھی طے کرتا ہے:۔

مسلمانوں نے جیسے جیسے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرنے کی طرف سے بے توجہی اختیار کی۔ ان کی افلاس کی حالت بڑھنا شروع ہو گئی۔ اور اب مسلمان نہایت ہی غربت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں:۔

زکوٰۃ کی ادائیگی بہترین تجارت ہے

لیکن اب چونکہ اسلام کی ترقی و عروج کے پہلے دن پھر آنے مقدر ہو چکے ہیں۔ جو لوگ اس طرف توجہ کریں گے۔ وُہ ایسے فوائد حاصل کریں گے۔ جو ہمیشہ قائم رہیں گے۔ دُنیا میں بعض تجارتوں کا وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ مالا مال ہو جاتے ہیں۔ بعد میں آنے والے وُہ موقعہ نہیں پاتے۔ یہی حال اب اسلام کی خدمت کا ہے۔ جو لوگ اس وقت آگے بڑھیں گے وُہ ایسے فوائد حاصل کریں گے۔ جو بعد میں آنے والوں کو میسر نہیں ہونگے۔ لیکن اس تجارت میں ایک اور ایسی خصوصیت ہے۔ جو دُنیا کی کسی تجارت میں نہیں۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس وقت اسلام کی خدمت کر کے اشاعت اسلام میں حصہ لیں گے وُہ بعد میں آنے والوں کی خدمات میں بھی حصہ دار ہوں گے۔ دُنیا کی تجارت میں پہلے تاجروں کو بعد کے تاجروں کے منافع سے کچھ نہیں ملتا۔ لیکن دین کی خدمت میں جو کچھ پہلے کر چکے اس کا ہی نفع اس کو نہیں پہونچتا۔ بلکہ بعد میں آنے والوں کی خدمات کے ثواب میں بھی وُہ حصہ دار ہوتا ہے:۔

احباب جماعت سے اپیل

پس میں احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس وقت زکوٰۃ جو ایک اہم رکنِ اسلام ہے۔ اور جس کی طرف سے عام بے توجہی ہے۔ اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ زکوٰۃ ایک شرعی حکم ہے۔ اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اور یہ کہنا ہرگز کافی نہیں۔ کہ ہم باقی چندوں میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایسی ہی بات ہوگی۔ جیسے کوئی شخص فرض نماز ترک کر کے نوافل کی ادائیگی پر باقاعدگی اختیار کر لے۔ غرض اب وقت ہے۔ کہ ہم اپنے اُس فرض کو جو ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق ہم پر عائد ہوتا ہے سمجھیں۔ اور ہر سال اس کے ادا کرنے کا انتظام کریں تاکہ ہمارا ہر قدم پہلے قدم سے آگے بڑھے۔ اور ہم اُن برکات و فیوض سے متمتع ہوں جن کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے مومنوں کو وعدہ دیا گیا ہے:۔

(زکوٰۃ کے مسائل اور مصارف کا ذکر۔ وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے نہ ہو سکا)

حضرت خلیفۃ المسیح کی دُعاؤں سے ایک قریب المرگ زندہ ہو گیا

پارسال انہی دنوں میں مَیں نے ارادہ کیا۔ کہ آئندہ بی اے کے امتحان میں شریک نہ ہوں۔ کیونکہ نومبر میں میرے مونہہ سے خون آیا۔ اور بلغم کے معائنہ سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ سِل کے جراثیم موجود ہیں۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کیلئے لکھا۔ اور امتحان میں بیٹھنے کے متعلق حضور سے دریافت کیا۔ میری عام صحت اچھی تھی۔ بعض ڈاکٹر امتحان میں شریک ہونے کی اجازت دے رہے تھے۔ لیکن میرا دل بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے مجھے امتحان میں بیٹھنے کا مشورہ دیا۔ اور تھکا دینے والی محنت سے بچنے کا ارشاد فرمایا۔ حضور کے ارشاد سے میرے دل میں پھر زندگی پیدا ہو گئی۔ اور میں نے امتحان کے لئے معمولی تیاری شروع کر دی۔ میں ماہ مئی و جون میں شریک امتحان ہوا۔ امتحان کا آخری پرچہ آنرز کا تھا۔ اس سے دو روز قبل میرے مُونہہ سے بہت سا خون آیا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو فوراً تار دیا اور آخری پرچہ انگریزی مضمون نویسی کا اس حال میں دیا۔ کہ برف کھاتا رہا۔ اور نارنگی کا عرق پیتا رہا۔ تا خون بند رہے۔ لیکن بعد ازاں میں اس شدت سے بیمار پڑا۔ کہ زندگی کے لالے پڑ گئے۔ سارے انجکشن ناکامیاب رہے۔ خون لگاتار آ رہا تھا۔ صرف دُعا کا آسرا باقی تھا۔ ہر روز حضرت اقدس کی خدمت میں خط یا تار بھجواتا۔ ڈاکٹر مایوس ہو چکے تھے۔ اور میں قریب المرگ تھا۔ آخر خدا تعالےٰ نے حضور کی دعاؤں کو سُنا۔ اور مجھے اچھا کر دیا۔ میں ان دنوں اکی سینا ٹوریم میں ہوں۔ صبح و شام چار فرلانگ ٹہلتا ہوں۔ وزن پہلے سے کچھ زیادہ ہے۔ جراثیم کم ہوتے جا رہے ہیں۔ امتحان کا نتیجہ نکلا۔ اور میں جس نے علالت کے سبب کتاب نہ دیکھی تھی۔ انگلش آنرز میں اپنے کالج میں فرسٹ

لیگوس (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام

میں ۲۶ ر جولائی کو اس جگہ پہنچا تھا۔ اس وقت سے لے کر آج تک جو کام ہوا۔ اس کی مختصر سی رپورٹ درج ذیل ہے۔

تقریریں اور سوالات کے جواب

اس جگہ پر عام تبلیغ بذریعہ کھلی ہوا کے لیکچروں کے کی جاتی ہے۔ جو ہر ہفتہ کی شام کو دیئے جاتے ہیں۔ بحمد اللہ میں جب سے یہاں آیا ہوں۔ یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ترجمان کی مدد سے انگریزی زبان میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق لیکچر دے رہا ہوں ہر لیکچر میں ۱۵۰۰ سے ۲ ہزار نفوس تک حاضری ہوتی رہی ہے لیکچر کے بعد غیر احمدیوں اور عیسائیوں کی طرف سے سوالات ہوتے ہیں۔ جن کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک خدا تعالےٰ کے فضل سے جملہ سائلین کی تسلی ہو جاتی رہی ہے۔ ہر جمعہ کی نماز کے بعد کچھ نہ کچھ لوگ عاجز کے ہاتھ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ مکان پر بھی لوگ اکثر سوالات پوچھنے آتے ہیں ؛

یوم التبلیغ

یوم التبلیغ نہایت کامیابی سے منایا گیا۔ اور قریباً ۴۰ ہزار نفوس کو اس موقعہ پر پیغام حق پہنچایا گیا۔ جس میں ہمارے بڑوں اور بچوں مردوں اور عورتوں سب نے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو بار آور کرے۔ اور احمدیت کا بول بالا ہو یوم التبلیغ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مضمون "ندائے آسمانی" معہ تھوڑے سے زوائد کے دو ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک انگریزی اخبار میں اسے چھپوایا گیا۔ نیز اس کا لوکل زبان میں ترجمہ کرا کر بھی ایک اخبار میں چھپوایا گیا۔ اس طرح گویا یہ پیغام کم از کم دس ہزار نفوس تک پہنچ گیا ؛

مسلمان قیدیوں میں تبلیغ

جیل خانہ میں ہر اتوار کو جا کر مسلمان قیدیوں کو وعظ کرتا ہوں جس میں حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر باقاعدہ پہنچائی جاتی ہے۔ اس وعظ کا اجراء یوم التبلیغ سے ہوا تھا۔ آج تک قیدیوں کی تعداد ۸۰ سے ۱۱۲ تک رہی ہے ؛

انفرادی طور پر لوگوں کو ملکر بھی تبلیغ کرتا ہوں۔ اس کا موقع کثرت سے نہیں ملتا۔ کیونکہ میرے اوقات کا ایک ایک لمحہ ایک مقررہ پروگرام کے ماتحت صرف ہوتا ہے ؛

شامی تاجروں کو تبلیغ

اس جگہ چند شامی مسلمان تاجر ہیں۔ جن کو عربی میں پیغام حق پہنچاتا رہتا ہوں۔ ان میں سے ایک کے والد اپنے ملک میں احمدی ہیں۔ یہ لوگ گاہے گاہے عاجز کے مکان پر بھی آجاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی کتب اور مولانا جالندہری صاحب کے شائع کردہ رسائل مطالعہ کے واسطے ان کو دیتا رہتا ہوں۔ ایک صاحب نے عاجز کی گفتگو سے متاثر ہو کر اپنے دو بچے بھی ہمارے سکول میں بھیجے ہیں ؛

جماعت کی تربیت کا کام

جماعت کی تربیت کے واسطے ہر اتوار کی صبح کو جامع مسجد میں میں وعظ کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں جس مسجد میں میں نمازیں پڑھاتا ہوں۔ وہاں ہر صبح کی نماز کے بعد نصف گھنٹہ تک حدیث کا درس دیتا ہوں۔ اور کبھی کبھی بعض مضامین پر تقریر کرتا ہوں۔ ہفتہ میں چار بار مغرب اور عشاء کے درمیان ڈیڑھ گھنٹہ تک قرآن کریم۔ حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس جامع مسجد میں دیتا ہوں ؛

ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو عیسائیوں کے ہائی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ ان کو ہفتہ میں دو دفعہ اسلامی خوبیوں کے متعلق لیکچر دیتا ہوں۔ اور عیسائیت کی کمزوریاں واضح کر کے ان کے دلوں کو عیسائیت کے زہر سے پاک رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے ؛

احمدیہ سکول

ہمارا سکول اس جگہ پر نہایت خستہ حالت میں تھا۔ مذہبی تعلیم اور عربی پڑھانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ۵۰۰ بچوں کے لئے ایک مکتفی عمارت میں صرف ۱۷۵ بچے تعلیم پا رہے تھے۔ عاجز نے یہاں آتے ہی جماعت سے اپیل کی کہ اپنے بچوں کو اپنے سکول میں بھیجیں۔ اور سکول کے اخراجات کے لئے روپیہ دیں میں نے ۵۰۰ بچوں کے لئے اور ۲۰۰ پونڈ کے لئے اپیل کی تھی۔ اس وقت تک عاجز کی اپیل پر ۲۶۳ بچے سکول میں داخل کئے جا چکے ہیں۔ اور نقدی بھی فیاضانہ طور پر پیش کی گئی ہے اللہ تعالےٰ ان بچوں اور ان کے والدین پر بڑی بڑی برکتیں نازل فرمائے۔ اور انہیں سچے اور حقیقی و مخلص مسلمان بنا دے۔ ابھی بچے سکول میں آ رہے ہیں۔ اور آئندہ سال اور بچوں کے بھی آنے کی امید ہے انشاء اللہ اللھم زد فزد محکمہ تعلیم نے بھی اپنی طرف سے مجھے ہر طرح سے امداد دے کر حوصلہ افزائی کی ہے۔ سکول کے ٹائم ٹیبل منظور ہو چکے ہیں۔ اور وہ ہر وقت نیک مشورہ دینے کو تیار ہیں۔ اور اس کے لئے میں Mr. Davidson, Supdt of Education کا شکریہ ادا کرنا اس جگہ نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے ؛

جماعت گولڈ کوسٹ کی حالت

گولڈ کوسٹ کے دوست اپنے کام کو اللہ تعالےٰ کی راہ نمائی میں اور اس کے فضل سے بجا لا رہے ہیں۔ مالی مشکلات نے ان کو بہت تنگ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار رہو۔ یوم التبلیغ انہوں نے عاجز کی ہدایات کے ماتحت اچھی طرح منایا۔ اسی طرح ہفتہ واری تبلیغ جو سالٹ پانڈ کے دوست کیا کرتے تھے۔ باقاعدہ جاری ہے۔ لوکل واعظ اپنے اپنے علاقوں میں تن دہی سے کام کر رہے ہیں۔ ایرانی عبدالرحیم۔ سعید۔ عبدل۔ محمد ثانی۔ اور الحسن۔ جن کو میں اپنے بعد کام پر نگران مقرر کر آیا تھا۔ خدا کے فضل سے خوب کام کر رہے ہیں۔ سکول اللہ تعالےٰ کے فضل سے باقاعدہ چل رہے ہیں ؛

ایک عیسائی سے کامیاب مناظرہ

ایک صاحب مسٹر آزک نام عیسائی جو مولانا نیر صاحب کے زمانہ میں کسی اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ ایک شب میرے لیکچر پر سوالات کرتے رہے۔ اور بالآخر کہنے لگے۔ کہ وہ باقاعدہ مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کی اس خواہش کو منظور کر لیا۔ چنانچہ وقت اور جگہ مقرر ہو گئی۔ ۲ گھنٹے تک مباحثہ جاری رہا۔ حاضرین کی تعداد بہت تھی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمیں نمایاں کامیابی ہوئی۔ اور مسٹر آزک کو کہنا پڑا۔ کہ "میں تیاری کر کے نہیں آیا۔ اگلی دفعہ تیاری کر کے آؤں گا" مگر آج تک پھر نہیں آئے ؛

ہمارا جلسہ سالانہ

۱۹۲۱ء سے ہماری جماعت اپنا سالانہ جلسہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر آج تک اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اب اللہ تعالےٰ نے اپنا فضل کیا۔ اور جلسہ کے قیام کی توفیق بخشی۔ جو ۱۳-۱۴ اکتوبر کو بڑی کامیابی کے ساتھ منایا گیا۔ کانو۔ ابادان۔ پورٹ ہارکوٹ وغیرہ دور دور مقامات سے نمائندگان شامل جلسہ ہوئے ؛

ایام زیر رپورٹ میں ۱۱۷ نفوس خدا کے فضل سے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ ان سب کی استقامت اور احمدیت کی مزید کامیابی کے لئے احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ نیز اس خادم کے لئے اور خادم کے جملہ عزیزوں اور رشتہ داروں کے واسطے دعا کی جاوے ؛ خاکسار

فضل الرحمٰن حکیم عفی اللہ عنہ از لیگوس

فہرست نو مبائعین سنہ ۱۹۳۴ء

نمبر	نام	پتہ
۱۷۳۹	عبدالمجید صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۷۴۰	عبدالغنی صاحب	〃 〃
۱۷۴۱	نعمت اللہ صاحب	〃 〃
۱۷۴۲	محمد اسمٰعیل صاحب	〃 گورداسپور
۱۷۴۳	لعل الدین صاحب	〃 〃
۱۷۴۴	محمد شفیع صاحب	〃 〃
۱۷۴۵	دین محمد صاحب	〃 〃
۱۷۴۶	ابراہیم صاحب عرف منشی	〃 〃
۱۷۴۷	غلام مصطفٰے صاحب	〃 〃
۱۷۴۸	عبدالکریم صاحب	〃 〃
۱۷۴۹	عنایت اللہ صاحب	〃 〃
۱۷۵۰	غلام نبی صاحب	〃 〃
۱۷۵۱	عنایت اللہ صاحب	〃 〃
۱۷۵۲	محمد شفیع صاحب	〃 〃
۱۷۵۳	عبدالمجید صاحب	〃 〃
۱۷۵۴	عبداللطیف صاحب	〃 〃
۱۷۵۵	فضل دین صاحب	〃 〃
۱۷۵۶	ہدایت اللہ صاحب	〃 〃
۱۷۵۷	محمد لطیف صاحب	〃 〃
۱۷۵۸	سراج دین صاحب	ضلع لائل پور
۱۷۵۹	زہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ سراج دین صاحب	〃 〃
۱۷۶۰	محمد اقبال صاحب	〃 〃
۱۷۶۱	محمد لطیف صاحب	〃 〃
۱۷۶۲	اقبال بیگم صاحبہ	〃 〃
۱۷۶۳	محمد احمد صاحب	〃 〃
۱۷۶۴	رشیدہ بیگم صاحبہ	〃 〃
۱۷۶۵	مبارک احمد صاحب	〃 〃
۱۷۶۶	نصرت بیگم صاحبہ	〃 〃
۱۷۶۷	ظفریاب شاہ صاحب	〃 〃
۱۷۶۸	ام کلثوم بیگم صاحبہ	〃 〃
۱۷۶۹	سرفراز اقبال صاحبہ	〃 〃
۱۷۷۰	منصور احمد صاحب	〃 〃
۱۷۷۱	عزیز گل صاحب	ضلع کوہاٹ
۱۷۷۲	خوشحال خان صاحب	〃 〃
۱۷۷۳	حبیب شاہ صاحب	〃 〃
۱۷۷۴	شیخ محمد سعید صاحب	ضلع کوہاٹ
۱۷۷۵	شیخ آفرید گل صاحب	〃 〃
۱۷۷۶	مولوی عبدالقدوس صاحب	〃 〃
۱۷۷۷	عبدالحی صاحب	〃 〃
۱۷۷۸	بی بی اشرفہ صاحبہ	〃 〃
۱۷۷۹	بی بی سینورہ صاحبہ	〃 〃
۱۷۸۰	صفیہ صاحبہ	〃 〃
۱۷۸۱	ورسن بی صاحب	
۱۷۸۲	بی بی زینب صاحبہ	〃 〃
۱۷۸۳	بی بی شاہ خاتم صاحبہ	〃 〃
۱۷۸۴	بی بی ودمند صاحبہ	〃 〃
۱۷۸۵	حکیم محمد رمضان صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۷۸۶	حکیم چوہڑ خان صاحب	〃 〃
۱۷۸۷	حاجی حمید صاحب	سندھ
۱۷۸۸	محمد امیر صاحب	ضلع لائل پور
۱۷۸۹	عبدالمجید صاحب	
۱۷۹۰	بہادر خان صاحب	
۱۷۹۱	غلام محمد صاحب	
۱۷۹۲	ثناء اللہ صاحب	
۱۷۹۳	اکرم میر صاحب	
۱۷۹۴	عبدالحمید صاحب	بنگال
۱۷۹۵	غلام مرتضٰی صاحب	کلکتہ
۱۷۹۶	احسان الٰہی صاحب	〃
۱۷۹۷	غلام نبی خان صاحب	
۱۷۹۸	تاج محمد صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۷۹۹	عنایت اللہ صاحب	〃 〃
۱۸۰۰	نور محمد صاحب	〃 〃
۱۸۰۱	محمد یوسف صاحب	〃 گورداسپور
۱۸۰۲	احمد خان صاحب	〃 لائل پور
۱۸۰۳	بہادر خان صاحب	〃 شیخوپورہ
۱۸۰۴	محمد یوسف شاہ صاحب	
۱۸۰۵	قاضی نظام الدین شاہ صاحب	
۱۸۰۶	سماۃ زینب زوجہ غلام رسول صاحب	ضلع جالندھر
۱۸۰۷	سماۃ حلیمہ زوجہ حکیم حشمت علی صاحب	〃 〃
۱۸۰۸	کرم بی بی صاحبہ زوجہ علم دین صاحب	〃 〃
۱۸۰۹	صاحب دین صاحب	
۱۸۱۰	محمد اکرم خان صاحب	
۱۸۱۲	راج بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۱۸۱۳	نواب بی بی صاحبہ دختر حکیم امام الدین صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۸۱۳	میاں کالو صاحب	ضلع ملتان
۱۸۱۴	محمد الدین صاحب	〃 گورداسپور
۱۸۱۵	غلام رسول صاحب	〃 گجرات
۱۸۱۶	عبدالعزیز خان صاحب	〃 ہوشیارپور
۱۸۱۷	خانم بی بی [illegible] صاحبہ	
۱۸۱۸	سرداراں بی بی صاحبہ	〃 گجرات
۱۸۱۹	محمد الطاف خان صاحب	دہلی
۱۸۲۰	فضل الٰہی صاحب	ضلع جالندھر
۱۸۲۱	عبدالرحمٰن صاحب	〃 شاہ پور
۱۸۲۲	محمد الدین صاحب	〃 〃
۱۸۲۳	غلام مرتضٰی صاحب	〃 〃
۱۸۲۴	محمد ادریس صاحب	〃 〃
۱۸۲۵	فضلاں بی بی صاحبہ زوجہ غلام مرتضٰی صاحب	〃
۱۸۲۶	غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ محمد ادریس صاحب	〃
۱۸۲۷	مشتاق احمد صاحب	〃 〃
۱۸۲۸	ستارہ بیگم صاحبہ دختر محمد ادریس صاحب	〃
۱۸۲۹	نیاز محمد خان صاحب	ریاست کپورتھلہ
۱۸۳۰	غلام محمد شاہ صاحب	
۱۸۳۱	ہوالنساء خاتون صاحبہ	بنگال
۱۸۳۲	قاضی اشراف الدین صاحب	〃
۱۸۳۳	سخی محمد صاحب	
۱۸۳۴	محمد اقبال صاحب	سیالکوٹ
۱۸۳۵	چوہدری فضل میراں صاحب	ضلع گورداسپور
۱۸۳۶	رستم خان صاحب	آبادان۔ ایران
۱۸۳۷	جمعہ صاحب	سندھ
۱۸۳۸	محمد الیاس صاحب	ضلع رہتک
۱۸۳۹	اللہ بخش صاحب	〃 لائل پور
۱۸۴۰	نواب جان صاحبہ	〃 کوہاٹ
۱۸۴۱	منظور الحق صاحب	〃 گجرات
۱۸۴۲	نثار احمد خان صاحب	〃 پشاور
۱۸۴۳	عبداللطیف صاحب	〃 انبالہ
۱۸۴۴	محمد ایوب خان صاحب	منڈووال
۱۸۴۵	عبدالحق شاہ صاحب	سندھ
۱۸۴۶	نور محمد صاحب	ضلع لائل پور
۱۸۴۷	والدہ زبیداللہ صاحب	
۱۸۴۸	فضل حسین صاحب	ضلع امرتسر
۱۸۴۹	مشتاق عالم صاحب	ضلع مونگھیر
۱۸۵۰	عبدالحق صاحب	〃 لدھیانہ
۱۸۵۱	صفیہ بیگم صاحبہ زوجہ محمد ابراہیم صاحب	ضلع لاہور
۱۸۵۲	علم دین صاحب	
۱۸۵۳	نعیم اللہ صاحب	جھنگ
۱۸۵۴	نور محمد صاحب	
۱۸۵۵	عبدالکریم صاحب	
۱۸۵۶	غلام حسن صاحب	
۱۸۵۷	دین محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۱۸۵۸	اللہ دتا صاحب	〃 〃
۱۸۵۹	فضل دین صاحب	〃 〃
۱۸۶۰	بدر الدین صاحب	〃 〃
۱۸۶۱	طالب حسین صاحب	
۱۸۶۲	مستری رحمت اللہ صاحب	ریاست بہاولپور
۱۸۶۳	چوہدری سلطان احمد صاحب	ضلع گورداسپور
۱۸۶۴	چوہدری غلام محمد صاحب	〃 امرتسر
۱۸۶۵	عبدالکریم خان صاحب	ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۸۶۶	مہر دین صاحب	چھاؤنی شاہ پور
۱۸۶۷	شیخ مولاداد صاحب	ضلع گورداسپور
۱۸۶۸	نذیر احمد صاحب	〃 گورداسپور
۱۸۶۹	میاں محمد حسین صاحب	ریاست بہاولپور
۱۸۷۰	نور الدین صاحب	زاہدان، ایران
۱۸۷۱	اسرار الدین صاحب	کوہاٹ
۱۸۷۲	ساجد علی صاحب	مراد آباد
۱۸۷۳	رحیم بی بی صاحبہ دختر مولا بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۱۸۷۴	غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ محمد عنایت اللہ صاحب	〃
۱۸۷۵	برکتے صاحبہ دختر فضل دین صاحب	〃 〃
۱۸۷۶	دختر محمد عنایت اللہ صاحب	〃 〃
۱۸۷۷	اللہ دتا صاحب	〃 لاہور
۱۸۷۸	مولوی سرور احمد صاحب	کپورتھلہ
۱۸۷۹	عبدالشکور صاحب	
۱۸۸۰	اہلیہ صاحبہ میاں محمد حیات صاحب	ضلع گورداسپور
۱۸۸۱	امان علی شاہ صاحب	ضلع گجرات
۱۸۸۲	عبدالکریم صاحب	
۱۸۸۳	عالم محمد صاحب	
۱۸۸۴	فیروزہ بیگم صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۱۸۸۵	سکینہ بی بی صاحبہ	〃
۱۸۸۶	عائشہ بی بی صاحبہ	
۱۸۸۷	اللہ رکھا صاحب	ضلع سیالکوٹ

(باقی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سی پی کے مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر ابھینکر بیرسٹر جو ڈاکٹر مونجے کو شکست دے کر کانگرس ٹکٹ پر اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ ۳ جنوری بمبئی میں وفات پا گئے۔

گورنر برما کے فرزند مسٹر سٹیفنسن آئی سی ایس کو نئی دہلی کی ایک اطلاع کے مطابق فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ایڈیشنل انڈر سکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ایک ایڈیشنل انڈر سکرٹری کی اسامی پیدا کی گئی۔

سوویٹ گورنمنٹ کا سرکاری آرگن "ازویسٹا" سوویٹ یونین کی ریلوں کی بد انتظامی کے متعلق ایک مضمون میں لکھتا ہے کہ گزشتہ ۹ مہینہ میں وہاں ریل کے ۲۸۷۷ حادثات رونما ہوئے۔ ان میں سے ستر فیصدی حادثات ریلوے منتظمین کی غفلت اور نا قابلیت کی وجہ سے ہوئے۔

لنڈن سے یکم جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ برطانوی میزانیہ میں سال گذشتہ تو ۹۶ ملین پونڈ کا خسارہ رہا تھا۔ مگر اس سال ۱۱۰ ملین پونڈ خسارہ ہے۔ ان اعداد و شمار پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ میزانیہ کی یہ حالت ظاہر کرتی ہے کہ حکومت کو سختی کے ساتھ اپنے مصارف کو ضبط و نظام میں رکھنا چاہیئے۔

خان عبدالغفار خاں کی گرفتاری کے بعد بمبئی سے ۳ جنوری کی اطلاع کے مطابق اب یہ افواہ پھیل رہی ہے کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ سردار پٹیل کی گرفتاری کے بعد گورنمنٹ ان کانگرسی لیڈروں کو بھی گرفتار کرلے گی۔ جو تنظیم دیہات کی تحریک کے سلسلہ میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کریں گے۔

گاندھی جی نے ۴ جنوری نئی دہلی میں ایک وفد سے دوران ملاقات میں کہا۔ کہ میں روز ویلٹ۔ ہٹلر اور مسولینی کی طرح عوام کی ذہنیت کو بدل دینا چاہتا ہوں۔ یہ بھی چاہتا ہوں کہ لوگ گھریلو صنعتوں کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ملوں کے بنے ہوئے مال پر ہاتھ سے بنے ہوئے مال کو ترجیح دیں۔

وائنا سے ڈیلی ایکسپریس کے نامہ نگار کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ یوگوسلاویہ کے بادشاہ الیگزینڈر کے قتل کے بعد قتل کی ایک اور زبردست سازش کا پتہ لگا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ الیگزینڈر کے قتل کے بعد دہشت انگیزوں کی آنکھیں رومانیہ کے بادشاہ کارل اور بلگریڈ کے بادشاہ بورس کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ چنانچہ پولیس نے شاہ کارل کے محل میں ایک دہشت انگیز کو گرفتار کیا ہے۔ جو چھ نالیوں والا پستول اپنی جیب میں چھپائے ہوئے تھا۔ اس وجہ سے شاہ کارل کے محل کے باہر اور اندر زبردست پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ اور شاہ کی موٹر کے ساتھ ہر وقت مسلح نوجوان رہتے ہیں۔ شاہ بورس کی حفاظت کے لئے بھی زبردست انتظام کیا گیا ہے۔

سر آغا خاں ۴ جنوری کو ساحل بمبئی پر اترے۔ اور ہندوستانیوں کو پیغام دیتے ہوئے کہا۔ کہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ ہندوستان کے جو مطالبات نہایت زور کے ساتھ متفقہ طور پر برطانوی ڈیلی گیشنوں کی طرف سے جائنٹ میمورنڈم میں پیش کئے گئے تھے ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک نہیں کیا گیا۔ گو اس سے مایوسی ہوتی قدرتی ہے۔ لیکن ہمیں ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ اور نہ ہی رپورٹ کی سفارشات میں حسب منشاء ترمیم کرانے کی کوششوں کو ترک کرنا چاہیئے۔

پنجاب کونسل نے پنجاب لینڈ ریونیو امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۵ء پاس کرنے کے بعد منظوری کے لئے ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب اور ہز ایکسی لنسی وائسرائے کو بھیجا تھا۔ لاہور سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق گورنر پنجاب نے ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء کو اور وائسرائے نے ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء کو اس بل کی منظوری دیدی اور سال نو کے آغاز سے یہ قانون پنجاب میں نفاذ پذیر ہو گیا ہے۔

خالصہ دربار کے جنرل سکرٹری سردار منگل سنگھ صاحب نے امرتسر سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں تمام سکھوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ ۱۲ جنوری کو اینٹی کمیونل ایوارڈ ڈے منائیں۔ اور گوردواروں میں دیوان منعقد کرکے ایوارڈ کے خلاف ریزولیوشن پاس کریں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سکھ انجمنیں کمیونل ایوارڈ کی مخالفت کے لئے کانگرس نیشنلسٹ پارٹی کے ساتھ تعاون کریں گی۔

لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ چین میں اسلحہ کی فروخت کے متعلق دفتر جنگ کی پر اسرار چٹھیاں فائلوں سے کہیں گم ہوگئی ہیں۔ اس معاملہ کی تحقیق کے لئے گورنمنٹ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے والی ہے۔

پشاور سے ۳ جنوری کی اطلاع کے مطابق سن کیانگ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ چینی ترکستان کی مارکیٹوں میں روس کی تجارت بہت بڑھ گئی ہے۔ روسی حکام اجناس کے نرخوں میں کمی کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔ تاکہ چینی ترکستان سے روسی مال کو چترال اور گلگت کے راستہ ہندوستان بھیجا جا سکے۔ اسی طرح سن کیانگ کے سکولوں میں روسی ٹیچروں کو ملازم رکھا جا رہا ہے۔

اسمبلی کی نان ز دشستوں کے متعلق کچھ عرصہ سے قیاس آرائیاں کی جارہی تھیں۔ نئی دہلی سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق سرکاری طور پر ممبروں کا اعلان ہو گیا ہے۔

الہ آباد سے ۵ جنوری کی اطلاع ہے کہ نئی آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا پہلا اجلاس فروری کے آخر یا مارچ کے شروع میں دہلی میں منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں عہدیداروں اور پارلیمنٹری بورڈ کے ممبروں کا انتخاب ہوگا

مسٹر ابھینکر کی موت سے اسمبلی میں جو نشست خالی ہوئی ہے۔ نئی دہلی سے ۵ جنوری کی اطلاع کے مطابق کانگرس اس کے لئے مسٹر کھارے کو کھڑا کرے گی

ریاست ریوا کی کشن گڑھ جاگیر کے ایک دعوے دار لال گنگا پرشاد سنگھ نے جبل پور سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق مہاراجہ صاحب ریوا کو نوٹس دیا ہے کہ اسے ایک ماہ کے اندر جاگیر کا وارث قرار دیا جائے۔ اور اس کی جائداد جس پر دربار نے قبضہ کر رکھا ہے، واپس دی جائے۔ ورنہ ان کے خلاف ریاست کی عدالت میں باقاعدہ دعویٰ دائر کیا جائیگا

پٹنہ سے ۵ جنوری کی اطلاع کے مطابق معلوم ہوا ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے خلاف ملک بھر میں پروٹسٹ کرنے کے لئے ۲۶ جنوری کا دن مقرر کرے گی:

بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۵ جنوری کو ختم ہونے والے ہفتہ کے دوران میں ۲۷۴۹۰ ۵۹ روپے کا مزید سونا یورپ اور امریکہ کو بھیجا گیا۔ اور جب سے برطانیہ نے طلائی معیار ترک کیا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک ۲ ارب ۱۳ کروڑ ۸۴ لاکھ ۴۷ ہزار ۶ ۳۴ روپیہ کا سونا باہر جا چکا ہے علاوہ ازیں ۷۰۱۵۵ پونڈ بھی ممالک غیر کو جا چکے ہیں۔

لنڈن سے ۵ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ انفرادی فرموں سے کافی حمائت حاصل کرنے سے قاصر رہنے کی وجہ سے لنکا شائر میں نئی سپنرز ایسوسی ایشن کے قائم کرنے کی سکیم ترک کر دی گئی ہے۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے رنگون سے ۴ جنوری کی اطلاع کے مطابق ایک ممبر نے یہ ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ یہ کونسل گورنر جنرل باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے کہ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی تجویز کردہ کانسٹی ٹیوشن عموماً ہندوستانیوں کو ناقابل قبول ہے۔ اس لئے کونسل ملک معظم کی حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ وسیع فرنچائز کے ساتھ کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی بلائی جائے۔ جو ہندوستان کے لئے نیا آئین تیار کرے۔

عبد الرحمن ... شہ نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی